نمبر ۹۲ | مورخہ ۲ فروری ۱۹۳۳ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۶ شوال ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۳ جنوری صبح دس بجے بذریعہ موٹر کشمیر کمیٹی کے کام کے سلسلہ میں لاہور تشریف لے گئے۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ بھی ہمراہ ہیں حضور نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقامی جماعت کا امیر مقرر فرمایا۔

۲- فروری چار بجے کی گاڑی سے مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے۔ اور حکیم فضل الرحمٰن صاحب تبلیغ اسلام کے لئے عازم انگلستان ہوں گے۔ اسی دن فرانٹیر میل پر امرتسر سے سوار ہونگے۔ اور ۴- فروری کو بمبئی سے روانہ ہونے والے جہاز پر سفر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حکیم صاحب لنڈن سے افریقہ تشریف لے جائیں گے۔ احباب ان مجاہدین اسلام کے بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہونچنے اور اعلائے کلمۃ اللہ میں کامیابی حاصل کرنے کے متعلق خاص طور پر دعاء فرمائیں:۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالےٰ کی بے نیازی پر ایمان

(فرمودہ یکم فروری ۱۹۰۳ء)

"عمر کی نسبت اگرچہ مجھے الہام بھی ہوا ہے۔ اور خواب بھی آئے ہیں۔ مگر جب اللہ تعالےٰ کی بے نیازی پر نظر پڑتی ہے۔ تو مجھے اپنی عمر کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ پر ہمارا کوئی حق نہیں ہے پھر مجھے لوگوں پر تعجب آتا ہے۔ کہ ان کو کوئی عمر کا وعدہ بھی نہیں ملا ہوا۔ مگر پھر بھی وُہ ایسے عمل کرتے ہیں۔ جیسے کہ موت مطلق آنی ہی نہیں۔ سعادت یہ ہے۔ کہ موت کو قریب جانے۔ تو سب کام خود بخود درست ہو جائیں گے:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے بہت سے آثار بتلائے تاہم ذرا سخت آندھی چلتی یا بارش ہوتی۔ تو آپ گھبرا جاتے۔ اور خیال کرتے۔ کہ کیا قیامت تو نہیں آ گئی۔ اس وقت آپ کی نظر خدا تعالیٰ کی بے نیازی پر ہوتی تھی۔ جنگِ بدر میں فتح کا وعدہ تھا۔ تاہم رو رو کر دعائیں کرتے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔ کہ فتح کا وعدہ تو ہے۔ مگر شاید کوئی شرط اس میں ایسی پنہاں ہو جس کا علم مجھے نہیں۔ تو پھر فتح نہ ہو۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا وعدے تھے۔ مگر آخر قوم کی قوم جنگلوں میں مر کھپ گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ الٰہی وعدے جن شرائط کے ساتھ مشروط تھے۔ ان کے برعکس قوم نے کارروائی کی۔ جماعت کی شامتِ اعمال کا اثر مامور پر پڑتا ہے جنگِ احد میں ایک طائفہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہا نہ مانا۔ تو آپ کو کس قدر تکلیف ہوئی۔ ستّر زخم آپ کو لگے۔ دانت شہید ہوا۔ خود اسقدر سر میں دھنس گئی۔ کہ صحابہ زور لگا کر اسے نکالتے۔ اور نہ نکلتی۔ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کے آگے کس کی پیش جا سکتی ہے"

(الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۳ء)

تبلیغی رپورٹ

الجماعۃ الاحمدیۃ فی البلاد العربیۃ

تبلیغی رپورٹ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۲ء تا ۱۰ جنوری ۱۹۳۳ء

نو مبایعین

عرصہ زیر رپورٹ میں مندرجہ ذیل اصحاب داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ (۱) الشیخ محمد اللبدی۔ ایک معمر عالم ہیں۔ جو عارہ ضلع حیفا کے رہنے والے ہیں۔ ان کے اکثر مرید بھی ہیں۔ اور علاقہ میں ولی سمجھے جاتے ہیں۔ تین دن تک سوالات کا سلسلہ جاری رہا آخر بیعت کرلی۔ (۲) الشیخ یوسف الشربدی۔ یہ بھی ایک صوفی منش عالم ہیں۔ اور الشیخ اللبدی کے مریدوں میں سے ہیں۔ (۳) السید یونس الغزی (۴) السید حامد مصطفےٰ۔ یہ شرقی الاردن کے علاقہ کے رہنے والے ہیں۔ (۵) السید محمد سعید ساکن موضع کبابیر۔ یہ ایک وسیع معلومات رکھنے والا نوجوان ہے۔ (۶) قصبہ جبارین (فلسطین) کے بزرگ الشیخ اسعد الصالح۔ ان کا سلسلہ میں داخل ہونا محض الٰہی تحریک کا نتیجہ ہے (۷) السید محمد عبداللہ۔ یہ نوجوان موضع فردیسیہ کا رہنے والا ہے۔ (۸) السید محسن آفندی حافظ بھی الدین۔ یہ قاہرہ کے نوجوان تاجر ہیں (۹) السید محمد رشاد آفندی فہمی۔ یہ بھی تعلیم یافتہ تاجر ہیں (۱۰) السید احمد ضیاء الدین فہمی۔ یہ گورنمنٹ کے ملازم ہیں۔ اور ہونہار نوجوان ہیں۔ (۱۱) السید احمد فتحی افندی ناصف۔ یہ آج کل بی۔ اے میں پڑھ رہے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ ان سب کی استقامت اور ترقیٔ اخلاص کے لئے دعا فرمائیں۔

سیرت النبیؐ کے جلسے

سترہ دن جماعت احمدیہ حیفا۔ کبابیر نے ایک خاص جلسہ کیا۔ چند غیر احمدی بھی شامل ہوئے۔ فرقہ رفاعیہ کے جانشین کا نائب بھی شریک ہوا۔ دس احباب نے تقاریر کیں۔ قاہرہ میں بھی سیرت النبیؐ کا جلسہ کیا گیا۔ اور چار دوستوں نے لیکچر دیئے۔

نئی مطبوعات

ایام زیر رپورٹ میں مندرجہ ذیل نئے ٹریکٹ شائع کئے گئے ہیں۔ (۱) الحمامۃ الاحمدیۃ۔ یہ ایک سولہ صفحہ کا ٹریکٹ ہے۔ جو جامعہ ازہر کے احمدی طالب علم سعید آفندی کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ (۲) جہاد الاحمدیۃ بلیتی وشہادۃ اعدائہم یہ ایک صفحہ کا اشتہار ہے۔ جو حیفا سے ایک ہزار شائع کیا گیا ہے جماعت احمدیہ دمشق کے ممبر حمدی افندی الذکی اطلاع دیتے ہیں۔ کہ انہوں نے بھی اسے اپنے خرچ پر ایک ہزار خاص دمشق کے لئے چھپوایا ہے۔ جزاہ اللہ (۳) رسالہ البشارۃ الاسلامیۃ الاحمدیۃ کا چوتھا نمبر۔ اعلیٰ کاغذ پر تین ہزار طبع ہوا ہے اس میں جامعہ ازہر کے رسالہ "نور الاسلام" کا جواب۔ اخبار الفتح کے ۱۳ر دسمبر ۱۹۳۲ء تک کے اعتراضات کی تردید۔ اور دلچسپ شذرات ہیں۔ دوسرے علاقوں کے علاوہ خاص مصر میں اور علماء و طلباء ازہر میں اس کی بہت اشاعت کی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے خاص نتائج نکلنے کی امید ہے۔

ان ٹریکٹوں کے علاوہ السید منیر آفندی الحصنی کا ایک مضمون احمدیت کے متعلق مصری رسالہ "المعرفۃ" میں شائع ہوا ہے۔ اور میں نے امریکہ مشن کے بعض تبلیغی حالات فلسطین کے اخبار "الجامعۃ الاسلامیۃ" میں شائع کرائے تھے۔ جناب مولوی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے کا فوٹو بھی شائع کیا گیا۔

ہمارے رسالہ البشارۃ کے تیسرے نمبر پر عراق کے اخبار "بغداد" نے تعریفی ریویو کیا ہے۔ اور علاقہ لبنان کے کیتھولک رسالہ "المسرۃ" نے انتقادی ذکر کیا ہے۔

الجزائر اور ٹیونس میں احمدیت کا پیغام

پوری کوشش کی جاتی ہے۔ کہ جہاں تک اخراجات اجازت دیں۔ احمدیت کی آواز کو تمام عربی ممالک میں پہونچایا جائے۔ چنانچہ رسالہ البشارۃ اکثر علاقوں میں بھیجا جاتا ہے۔ نمبر ۳ کے متعلق شہر نبزرت علاقہ تونس سے مسٹر حسن سیالہ لکھتے ہیں:۔

جمیع العلماء والادباء یشکرونکم غایۃ الشکر الجزیل۔

اور الجزائر کے شہر خالہ سے بھی ایک دوست نے رسالہ کی تعریف کرکے متعدد رسالے طلب کئے ہیں۔

انفرادی تبلیغ

انفرادی تبلیغ پر خاص توجہ کی گئی ہے۔ اور اس عرصہ میں دار التبلیغ کے ذریعہ ۹۰۔ اشخاص کو تبلیغ کی گئی۔ جماعت ہائے احمدیہ کے سب احباب بھی سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں جماعت احمدیہ قاہرہ حیفا۔ کبابیر حمص۔ برجا۔ دمشق۔ اور بیروت کے احباب برابر تبلیغ کر رہے ہیں۔ حمص کے دوست محمود ابراہیم صاحب نے پادری الارشمندریت کو احمدیہ لٹریچر بھیجا۔ پادری صاحب نے شکریہ اور استحسان کا اظہار کیا۔ اور لٹریچر کی اہمیت کا اقرار کرتے ہوئے بغور مطالعہ کا تحریری اقرار کیا۔

احمدیت کی سرگرمیوں کے باعث مخالف اخبارات بھی شدید مخالفت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ اس مخالفت کو اشاعت سلسلہ کے لئے بمنزلہ کھاد بنائے۔ آمین۔

بیت المقدس کا سفر

میں دسمبر کے دوسرے ہفتے مصری قنصل کے بلانے پر یروشلم گیا۔ وہاں کے عرصۂ قیام میں ایک شیخ سے دو گھنٹے تک احمدیت کے عقائد۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارناموں پر بحث ہوئی۔ متعدد اشخاص کو پیغام حق پہونچایا۔ مسجد اقصیٰ بغداد میں ایرانی سفیر سے بھی ملاقات ہوئی۔

قاہرہ کو روانگی

۲۴ر دسمبر کو احباب کبابیر و حیفا کا ایک اجتماع ہوا۔ آئندہ سال کے لئے انتخاب کیا گیا۔ میں دوسرے دن صبح حیفا سے قاہرہ روانہ ہوا۔ احباب نے سٹیشن پر الوداع کہا۔ بعض غیر احمدی دوست بھی آئے تھے۔ قاہرہ میں احباب سٹیشن پر موجود تھے۔ جماعت نے خوش آمدید کا جلسہ کیا۔ اور نہایت اخلاص کا اظہار کیا۔ اور آئندہ درس قرآن مجید۔ لیکچروں۔ اور انفرادی تبلیغ کے متعلق غور کیا گیا۔

مصر میں تبلیغ

خاکسار نے بلاد مصریہ میں تبلیغ کا آغاز سلسلہ احمدیہ کے پرانے دشمن شیخ رشید رضا ایڈیٹر منار سے کیا۔ جناب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کی معیت میں ان کے مکان پر گیا۔ نصف گھنٹہ تک احمدیت کے دلائل اور عقائد پر گفتگو ہوتی رہی۔ آخر عاجز آکر تنگیٔ وقت کا عذر کردیا۔ ہم نے کہا۔ کہ پھر کسی وقت حاضر ہو جائیں۔ تاکہ پورے طور پر تبادلۂ خیالات ہوسکے۔ مگر انہوں نے اظہار رضامندی نہ کیا۔ انفرادی تبلیغ کے سلسلہ میں بعض بڑے ادباء سے مسئلہ ختم نبوت پر گفتگو ہوچکی ہے۔ شیخ العروبۃ احمد زکی پاشا سے دو گھنٹے تک گفتگو ہوئی۔ ہر شخص احمدیت کے کارناموں کا مداح ہے بعض تو تمام عقائد میں بھی اتفاق کرتے ہیں۔ مگر عوام اور مشائخ سے ڈرتے ہیں۔ برادرم احمد حلمی افندی نے دعوت کی۔ بعض غیر احمدی معززین بھی مدعو تھے۔ تبلیغی گفتگو رات کے تقریباً ۱۱ بجے تک جاری رہی۔ مکان پر بھی مسیحی و مسلم تعلیم یافتہ لوگ آتے رہتے ہیں۔

درخواست دعا

فی الحال قاہرہ میں تین ماہ تک رہنے کا ارادہ ہے۔ احباب سے التماس ہے۔ کہ دعا فرمائیں۔ تا اللہ تعالےٰ اس عرصہ کو نہایت مفید اور کامیاب بنائے۔ اور احمدیت کی اشاعت کی اپنے فضل سے راہیں کھولے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار اللہ دتا۔ جالندھری۔ از قاہرہ ۱۰ر جنوری ۱۹۳۳ء

نارتھ بنگال احمدیہ کانفرنس

بدر الدین احمد صاحب ۳۰ر جنوری رنگ پور سے بذریعہ تار مطلع کرتے ہیں کہ کانفرنس ۲۹ر جنوری کو رنگ پور میں منعقد ہوئی۔ دیناج پور۔ جلپائی گوری۔ بوگرا راجشاہی۔ اور بعض دیگر مقامات کے نمائندگان شامل ہوئے۔ مولوی ظل الرحمٰن صاحب مبلغ۔ مولوی میر رفیق علی ایم۔ اے۔ مولوی بدر الدین احمد بی۔ ایل۔ اور مسٹر مدی ہری پادا بنرجی۔ ایم۔ اے۔ ڈی۔ ایل نے تقریریں کیں۔ تعلیم یافتہ غیر احمدی اور غیر مسلم بھی شریک ہوئے۔ مولوی ظل الرحمٰن صاحب نے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ فروری ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کا قابلِ رشک اخلاص و دینی خدمات

احمدی نوجوانوں کے لئے قابلِ قدر مثال

غیر احمدی نوجوان الحاد و دہریت سے کس طرح بچ سکتے ہیں

چوہدری صاحب کی شخصیت

جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کی شخصیت کیا بلحاظ دینداری، سلسلہ سے محبت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ذات والاصفات سے اخلاص کے۔ اور کیا بلحاظ سیاستدانی اہم ملکی امور کو سلجھانے۔ اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت میں انتھک سرگرمی اور سعی کرنے کے ہماری جماعت کے نوجوانوں اور اعلےٰ تعلیم یافتہ اصحاب کے لئے قابلِ فخر اور لائقِ رشک شخصیت ہے۔ آپ نے جہاں خدا تعالےٰ کے فضل سے ایک قلیل عرصہ میں ایک طرف سیاسی معاملات میں اپنی اصابت رائے اور اعلےٰ قابلیت کا سکہ بڑے بڑے سیاسی مدبروں کے قلوب پر بٹھا دیا ہے۔ اور وہ آپ کی مدلل اور پُرزور تقریروں پیچیدہ اور لاینحل مسائل میں اظہارِ قابلیت کے متعلق فراخدلی کے ساتھ کئی بار خراجِ تحسین ادا کر چکے ہیں۔ وہاں باوجود سیاسی امور میں [illegible] رات کی بے حد مصروفیت کے آپ نے مذہبی فرائض کی ادائگی اور خدمت دین میں حصہ لینے کے متعلق بھی ایسا نمونہ قائم کیا ہے۔ جو بے حد تعریف و توصیف کے قابل ہے:۔

دینی خدمات

آپ جتنی دفعہ گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں لنڈن تشریف لے گئے ہیں۔ باوجود سب ممبرانِ کانفرنس سے زیادہ مشغول ہونے کے اور کانفرنس کے اندر اور باہر انگلستان کے ذمہ وار مدبروں اور سیاست دانوں کو مسلمانوں کے نقطہ نگاہ سے واقف کرنے میں مصروف رہنے کے ہر بار آپ نے کوشش کی۔ کہ احمدیہ مشن لنڈن اشاعتِ اسلام کے متعلق جو خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ ان میں نمایاں حصہ لیں۔ اور اشاعتِ اسلام کا مقدس فرض ادا کریں۔ چنانچہ ان مواقع پر آپ نے بہت سے لیکچر اسلام کی خوبیوں پر احمدیہ مشن لنڈن میں دیئے نومسلم انگریزوں کی دینی تعلیم و تربیت میں حصہ لیا۔ اور احمدی مبلغین کو تبلیغی مشن کی ترقی کے متعلق نہایت قیمتی مشورے دیئے۔ آپ جمعہ اور دُوسرے مواقع پر نہ صرف خود مسجد احمدیہ میں تشریف لے جاکر نمازیں ادا کرتے۔ اور دینی خدمات میں شریک ہوتے۔ بلکہ اپنے معزز دوستوں کو بھی اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کرتے۔ غرض ہر ممکن طریق سے آپ نے اشاعتِ اسلام کے فرض کو پیش نظر رکھا اور ثابت کر دیا۔ کہ جس کے دل میں اسلام کی محبت ہو۔ جس کے قلب میں اسلام کی بے نظیر خوبیاں جاگزین ہوں۔ اور جو شخص اسلام کو اپنی دینی و دُنیوی کامیابی کا ذریعہ یقین کرتا ہو۔ وُہ نہ صرف بے حد مصروفیتوں اور سیاسی امور میں سرگرم انہماک کے باوجود ہر جگہ اور ہر موقعہ پر اسلامی فرائض کی ادائگی سے غافل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وُہ دوسروں کو اسلام ایسی نعمت سے بہرہ اندوز کرنے کے لئے کافی وقت نکال سکتا ہے

احمدی نوجوانوں کے لئے اعلیٰ مثال

جناب چودھری صاحب کی اسلام کے متعلق یہ سرگرمیاں جن کا نہایت مجمل طور پر یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ جہاں جناب موصوف کو تعریف و توصیف کا مستحق قرار دیتی۔ اسلام سے ان کی محبت۔ اور اخلاص کا ثبوت پیش کرتی۔ اور انہیں سلسلۂ احمدیہ کا ایک قابل اور لائق فرزند ثابت کرتی ہیں۔ وہاں ہماری جماعت کے نوجوانوں اور خاصکر اعلےٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے نہایت ہی عمدہ اور قابلِ تقلید مثال پیش کرتی ہیں۔ ہماری جماعت کے نوجوان ایک بار نہیں بلکہ کئی بار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد سُن چکے ہیں۔ کہ ہر ایک احمدی کا خواہ وُہ دنیوی کاموں کے کسی شعبہ میں مصروف ہو۔ اولین فرض یہ ہے۔ کہ تبلیغ احمدیت میں پوری سرگرمی سے حصہ لے۔ اور کسی حالت میں بھی اس فرض کی ادائگی میں کوتاہی نہ کرے۔ یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا ہر ایک ارشاد گوشِ ہوش سے سنتی۔ اور اسے اپنے دل میں جگہ دیتی ہے۔ اور ایسے لوگوں کی کمی نہیں۔ جو ہر موقعہ اور ہر حالت میں تبلیغ احمدیت کا فرض ادا کرنے میں مصروف رہتے۔ اور اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو دوسرے اشتغال میں مصروفیت کی وجہ سے اس فرض کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ یا اس حد تک اسے پورا نہیں کرتے۔ جس حد تک پورا کرنا چاہیئے۔ ایسے اصحاب کے سامنے ہم جناب چودہری صاحب موصوف کی مثال پیش کرتے ہیں۔ گزشتہ چند سال سے جناب چودھری صاحب کی سیاسی اور ملکی معاملات میں مصروفیتیں جس قدر وسعت اختیار کر چکی ہیں۔ ان سے ہماری جماعت خوب اچھی طرح واقف ہے۔ اور خاص کر انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں پر تو بالکل واضح ہیں۔ اگرچہ یہ مصروفیتیں بھی مذہبی نقطۂ نگاہ سے بہت اہم اور ضروری ہیں۔ کیونکہ ان کی غرض بھی اسلام اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت ہی ہے۔ تاہم اس دوران میں خالص مذہبی فرائض کی ادائگی۔ اور خدماتِ دین کی سرانجام دہی میں بھی جناب موصوف نے نہ صرف کمی نہیں آنے دی۔ بلکہ ان میں خدا تعالےٰ کے فضل سے روز بروز اضافہ ہی کرتے جاتے ہیں۔ آپ کو خدا تعالےٰ نے مالی لحاظ سے بھی سلسلہ کی قابل قدر خدمات ادا کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ آپ ضروریات سلسلہ کے لئے باقاعدہ اور باشرح چندہ دیتے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی فرمودہ ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ تبلیغ اسلام میں اپنے نمونہ اور اپنی قابلیت سے نہایت ہی قابلِ رشک مثال پیش کر رہے ہیں۔ اور یہ مثال اس قابل ہے۔ کہ ہماری جماعت کا ہر وُہ شخص۔ اور خاصکر ہر وُہ اعلےٰ تعلیم یافتہ شخص جو اپنے اندر دینی فرائض کی ادائگی کے متعلق کسی قسم کی کمی اور کوتاہی پاتا ہو۔ اس سے سبق حاصل کرے:۔

شکر گزار بندہ بنو

دُنیا کی عزتیں اور دُنیاوی کاموں میں مشغولیتیں دینی احکام کی پابندی اور دینی خدمات کے مقابلہ میں حقیقت ہی کیا رکھتی ہیں۔ اور پھر یہ کس قدر ناشکری ہے۔ کہ جب خدا تعالےٰ کسی قسم کی قابلیت اور عزت عطا کرے۔ تو انسان خدا تعالےٰ کے احکام اور اس کے دین کی خدمت سے غفلت اختیار کرلے۔ ایسی حالت میں تو پہلے سے بھی زیادہ اپنے آپ کو اسلام کا شیدائی اور دین کا خادم ثابت کرنا چاہیئے۔ جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب کی مثال اس بارے میں نہایت واضح اور روشن ہے۔ یہ طریق عمل احمدی نوجوانوں کو

معرفت دینی اور دنیوی لحاظ سے خدا تعالےٰ کے انعامات اور اس کے برکات کا وارث بنانے کا موجب ہے۔ بلکہ اس دہریت اور مادہ پرستی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت سلسلہ کے وقار اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی شان کے اظہار کا بھی باعث ہے۔ پس ہماری جماعت کے ہر فرد کو ہر وقت یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیئے۔ کہ ہر قابلیت۔ ہر عزت۔ ہر درجہ اور ہر منصب جو اسے حاصل ہو۔ وہ خدا تعالےٰ کا حقیقی عبد بننے۔ اور اس کی بھولی بھٹکی مخلوق کو حلقہ عبودیت میں داخل کرنے کا ذریعہ ہو۔ کہ خدا تعالےٰ کا شکر گزار بندہ بننے کا یہی تقاضا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے انعامات جن کی کوئی انتہا نہیں۔ حاصل کرنے کا یہی طریق ہے۔

منتظر آنکھیں کیا دیکھنا چاہتی ہیں

ہمیں خدا تعالےٰ کے فضل۔ اور رحم سے یقین واثق ہے۔ کہ ایسے ایثار پیشہ اور دین کے فدائی ہماری جماعت میں بکثرت پیدا ہونگے جو ایک طرف تو دنیوی عزت و ناموری کے انتہائی نقطہ پر پہونچیں گے اور دوسری طرف ان کی رگ رگ میں صداقت اسلام اور خدمتِ دین کا جذبہ رچا ہوا ہوگا۔ لیکن ہمارا بے تاب دل اور منتظر آنکھیں جلد سے جلد ایسے قابلِ فخر اصحاب کی کثرت دیکھنے کی متمنی ہیں۔ اور ہم خدا تعالےٰ کے حضور نہایت ہی عاجزی اور انکسار سے التجا کرتے ہیں۔ کہ وہ ہماری جماعت کے نوجوانوں کو محض اپنے فضل سے ایسا بننے کی توفیق بخشے۔

مرکز سلسلہ اور حضرت خلیفۃ المسیح سے اخلاص

اس موقعہ پر ہم جناب چودہری ظفر اللہ خانصاحب کے اس اخلاص اور محبت کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ جو آپ کو مرکز سلسلہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ذات سے ہے۔ یہ خوبی آپ میں اس درجہ پائی جاتی ہے۔ کہ غیر بھی اس پر رشک کرتے ہیں۔ جیسا کہ گزشتہ پرچہ میں ہی ایک آریہ اخبار کے جو نوٹ درج کئے گئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہے۔ ان میں جناب چودہری صاحب موصوف کے ولایت سے واپسی پر سیدھے قادیان تشریف لانے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں حاضر ہونے کو ایک غیر مسلم اخبار "ملاپ" نے بھی "قوتِ ایمان۔ اور اپنے مذہب کی محبت" قرار دینے اور یہ لکھنے میں لطف محسوس کیا ہے۔ کہ

"چودہری صاحب نے لنڈن سے واپسی پر سب سے پہلا کام یہ کیا۔ کہ اپنے دار الامان میں پہونچے۔ اور وہاں مسجد میں پہونچکر اپنا فرض ادا کیا۔ اسے کہتے ہیں۔ قوتِ ایمان"

فی الواقعہ یہ قوتِ ایمان اور دینی اخلاص کا ہی ثبوت ہے اور اتنا بڑا ثبوت ہے۔ کہ غیر مسلم کو بھی اسے تسلیم کرنے بلکہ اس کی تشہیر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

مذہب کی پابندی اور احمدی نوجوان

اسی ذکر میں "ملاپ" نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ:۔

"مسلمان اپنے مذہب کا کتنا پابند ہے۔ بخلاف اس کے لکھے پڑھے ہندو نوجوان مذہب کا مذاق اڑانا سب سے بڑی سعادت خیال کرتے ہیں"

اس میں شبہ نہیں۔ کہ "ملاپ" کے سامنے یہ سطور لکھتے ہوئے جس "مسلمان" کی مثال تھی۔ وہ فی الواقعہ ایسا ہی تھا۔ جس کے متعلق وہ یہ لکھنے میں بالکل حق بجانب تھا۔ کہ "مسلمان اپنے مذہب کا کتنا پابند ہے" لیکن اسے معلوم ہونا چاہیئے۔ اپنے مذہب کے ایسے پابند مسلمان اسی جماعت میں پائے جاتے ہیں۔ جو اس زمانہ میں مبعوث ہونے والے مصلح اعظم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کی ہے۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کو ایسی خوبصورت اتنی دلکش اور اس قدر روحانیت کش شکل میں پیش کیا ہے۔ کہ دنیوی لحاظ سے بھی اعلےٰ تعلیم یافتہ اور اعلےٰ قابلیت کے انسان اسلامی احکام کی مخلصانہ پابندی باعث سعادت سمجھنے لگ گئے ہیں۔ ورنہ مذہبی لحاظ سے دوسرے نوجوان مسلمان ان ہندو نوجوانوں سے دو قدم آگے ہی نظر آئیں گے۔ جن کا "ملاپ" نے ذکر کیا ہے۔

اسلام اور غیر احمدی مسلمان

اس کے لئے واقعات اور شہادات پیش کرنا ایک نہایت ہی تکلیف دہ اور رنج افزا امر ہے۔ اس لئے ہم اس تفصیل میں تو نہیں جانا چاہتے۔ تاہم ایک تازہ مثال پیش کئے دیتے ہیں جس کا ذکر معاصر "سرفراز" لکھنؤ (۲۵ جنوری ۱۹۳۳ء) نے دیگر بے چین کر دینے والے تین عنوانات کے علاوہ "اسلام کی فرزندانِ اسلام کے ہاتھوں زبردست توہین" کے عنوان سے بالفاظ ذیل کیا ہے:۔

"حال ہی میں ہماری نگاہ سے دس مختصر کہانیوں کا مجموعہ جس کا نام "انگارے" ہے۔ گزرا۔ ان کہانیوں کے عالمِ وجود میں لانے والے سید سجاد ظہیر صاحب خلف جسٹس سید وزیر حسن صاحب چیف جج اودھ چیف کورٹ ہیں۔ نظامی پریس لکھنؤ میں یہ مجموعہ شائع ہوا ہے اور علاوہ ناشر جناب سجاد ظہیر صاحب کے متعدد افسانوں کے احمد علی صاحب جونیئر لیکچرار لکھنؤ یونیورسٹی۔ رشید جہاں اور محمود الظفر کے افسانوں پر مشتمل ہے۔ ان ناولوں میں جس بے باکی کے ساتھ خدا و رسولؐ سے ٹھٹول کیا گیا ہے۔ اور مذہب اور مذہبیات کا جس غیر مہذب اور مبتذل عنوان سے مذاق اڑایا گیا ہے۔ اس کے سننے کی تاب کوئی اسلام کا نام لیوا نہیں لا سکتا۔ یہ کہانیاں فنی حیثیت سے بھی کسی درجہ کی مستحق نہیں ہیں۔ ان میں بازاری فقرے۔ مبتذل محاورے اور حد سے زیادہ ننگی اور فحش باتیں جنہیں سنکر تہذیب اپنے کانوں میں انگلیاں دے۔ اور شرافت کی نگاہیں جھک جائیں موجود ہیں۔ لیکن اس وقت ہمیں کہانیوں کی اس کوک شاستری مذاق کی طرف پبلک کی توجہ منعطف کرانا نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں تو اس وقت کہانیوں کے دہریت آمیز پھوہڑپنوں۔ اور الحاد نواز بدسلیقگیوں پر روشنی ڈالنا ہے۔ اگرچہ ان کہانیوں کے اقتباسات کا پیش کرنا ہمارے لئے حد سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ لیکن انہیں لکھے بغیر ان افسانوں کے مذہب شکن اور کفر نواز حملوں کی نوعیت واضح نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کانپتے ہوئے دل۔ اور لرزتے ہوئے ہاتھوں سے ان اسلام سوز افسانوں کے بالفعل بعض اقتباسات کو نقل کفر کفر نباشد کے مصداق پیش کرتے ہیں"

اس تمہید کے ساتھ "سرفراز" نے جو چند اقتباسات نقل کئے ہیں۔ وہ اس درجہ فحش۔ اتنے دل آزار۔ اور اسقدر تکلیف دہ ہیں۔ کہ ہم ان کا کوئی حصہ بھی درج نہیں کر سکتے۔ بہرحال یہ نئے تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں کے الحاد اور دہریت میں مبتلا ہونے۔ مذہب کی تحقیر اور تذلیل کرنے۔ اور اسلام کے بدترین دشمن ہونے کی تازہ مثال ہے۔

کاش مسلمان غور کریں

کاش مسلمان آنکھیں کھول کر دیکھیں۔ اور غور کریں۔ کہ ان کی نئی پود کدھر جا رہی ہے۔ ضلالت اور گمراہی کے اپنے ہاتھوں کتنے گہرے گڑھے کھود رہی ہے۔ اور کس طرح اوندھے منہ ان میں گر رہی ہے۔ اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں میں اسلام کی جو محبت اور اخلاص پیدا کیا ہے۔ وہ کس طرح غیر مسلموں تک سے خراج تحسین حاصل کر رہا ہے۔ مسلمانوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جب تک وہ اسلام سے سچی وابستگی نہ پیدا کریں گے۔ اور جب تک اسلام کے احکام کو دین و دنیا کے لئے راہ نما نہ بنائیں گے۔ اس وقت تک ان کے حصہ میں سوائے ذلت اور ادبار کے اور کچھ نہ آئے گا۔ ان کا قدم روز بروز تنزل ہی کی طرف بڑھتا جائے گا۔ اور وہی انجام ہوگا۔ جو مغضوب قوموں کا ہوتا آیا ہے۔ اس خطرناک انجام سے بچنے کا ایک ہی طریق ہے۔ اور اسلام کی محبت۔ اخلاص اور قوتِ ایمان پیدا کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا جائے۔ کیا اب بھی کسی کو اس بات کے تسلیم کرنے میں عذر ہو سکتا ہے۔ جب کہ غیر مسلم بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے والی جماعت کے متعلق یہ اعتراف کرتے ہیں۔ کہ "اسے کہتے ہیں۔ قوتِ ایمان" اور "یہ کہ مسلمان اپنے مذہب کا کتنا پابند ہے"

اگر تمام مسلمانوں میں یہ بات پیدا ہو جائے۔ اور ہر شخص حسب استطاعت اسلام کی خدمت اپنا فرض سمجھے۔ اور اسلامی احکام پر خود عمل پیرا ہو۔ تو دنیا میں ویسا ہی انقلاب آسکتا ہے۔ جیسا کہ قرون اولیٰ میں مسلمانوں کے ذریعہ آیا۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ جلد یا بدیر ایسا ہی ہو کر رہیگا۔ انشاء اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

روزہ کے متعلق بعض اہم تشریحات

رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۷ جنوری ۱۹۳۳ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج غالباً

رمضان کا آخری روزہ

ہے۔ چونکہ سنا گیا ہے۔ کہ بعض جگہوں پر قادیان سے ایک دن پہلے روزہ رکھا گیا ہے۔ اس حساب سے اگر وہ روایت صحیح ہے۔ تو آج تیسواں روزہ ہے۔ رمضان جن

برکات کا حامل

ہے۔ ان میں سے

سب سے بڑی برکت قرآن کریم

ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ہر ایک نیکی کے کام کا انعام الگ الگ ہے لیکن

رمضان کا انعام

میں خود ہوں۔ اس کے معنی یہی ہیں۔ کہ رمضان کے ذریعہ

اللہ تعالےٰ کا قرب

حاصل ہوتا ہے۔ اور دوسرے معنی اس کے یہ ہیں۔ کہ قرآن رمضان میں نازل ہوا۔ اور یہ

خدا تعالےٰ کا نور

ہے۔ گویا رمضان کے ذریعہ دنیا کو خدا تعالیٰ ملا۔ قرآن کریم میں ہے۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن

پس یہ وہ

بابرکت مہینہ

ہے۔ جس سے قرآن کریم حاصل کیا۔ اور اس کے ذریعہ بندوں کو خدا سے ملا دیا۔ رمضان کے دن آئے۔ اور چلے گئے۔ کئی ایسے ہیں جنہیں اس کی برکات سے پورا فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملا۔ اور کئی ایسے ہیں جنہوں نے بوجہ بیماری یا سفر کے یا بوجہ بڑھاپے کے۔ یا عورتوں نے بعض ایسے ایام کے جن میں شریعت نے خود روزہ رکھنے سے منع کر دیا ہے۔ یا ایام حمل یا رضاعت کے جو بچہ کو دودھ پلانے کے دن ہوتے ہیں۔ اور روزہ رکھنے سے بچہ کو ضرر پہنچتا ہے۔

شریعت کی اجازت

کے مطابق رمضان سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور روزے نہیں رکھے۔ مگر

اللہ تعالےٰ کے نزدیک

وہ بھی ان میں ہی شامل ہیں۔ جنہوں نے کہ پورا فائدہ اٹھایا۔ کیونکہ انہوں نے بھی

اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل

کی۔ لیکن کئی ایسے بھی ہوں گے۔ جنہوں نے استطاعت کے باوجود روزے نہیں رکھے۔ یا پوری طرح نہیں رکھے۔ یہ لوگ جسمانی بیماروں کی طرح معذور نہ تھے۔ کیونکہ روحانی بیماریوں میں عذر قبول نہیں کیا جاتا۔ میں نے کئی دفعہ بیان کیا ہے۔ کہ

روزوں میں شدت ناجائز

ہے۔ مسافر اور بیمار کے لئے روزہ رکھنا ایسا ہی بے ہودہ ہے جیسا حائضہ کے لئے روزہ رکھنا لوکون نہیں جانتا۔ کہ حائضہ کا روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں۔ بلکہ بیوقوفی اور جہالت ہے اور بعض تو شائد اس بات پر ناراض ہی ہو جائیں۔ کہ

دین کا استخفاف

کیا جا رہا ہے۔ بعینہٖ یہی حال بیمار اور مسافر کا ہے۔ اس کے لئے بھی روزہ رکھنا نیکی نہیں۔ اسی طرح وہ بوڑھا جس کے قویٰ مضمحل ہو چکے ہیں۔ اور روزہ اسے زندگی کے باقی اشغال سے محروم کر دیتا ہے۔ اس کے لئے بھی روزہ رکھنا نیکی نہیں۔ پھر وہ بچہ جس کے قویٰ نشوونما پا رہے ہیں۔ اور آئندہ ۵۰۔۶۰ سال کے لئے طاقت کا ذخیرہ جمع کر رہے ہیں۔ اس کے لئے بھی روزہ رکھنا نیکی نہیں ہو سکتا۔ مگر جس میں طاقت ہے اور جو رمضان کا مخاطب ہے۔ وہ اگر روزہ نہیں رکھتا۔ تو

گناہ کا مرتکب

ہوتا ہے۔ بعض ایسے بیوقوف بھی ہیں۔ جو سارا سال نماز کے قریب نہیں جاتے۔ مگر روزہ چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتے۔ اور رمضان کے آخری جمعہ کی نماز کو ہی کافی سمجھتے ہیں۔ ان کی مثال اس بے وقوف اور پاگل کی سی ہے۔ جو کنکر جمع کر کے انہیں موتی سمجھ لے۔ یا طشتریوں کے ٹکڑے اکٹھے کر کے یہ سمجھ لے۔ کہ اس پاس پیسے ہیں۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جاہل ہے۔ جو نماز تو پڑھتا ہے۔ مگر روزے چھوڑ دیتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ بھی

اہم احکام

ہیں ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ میرے ان خطبات سے جو کچھ عرصہ ہوا۔ میں نے

روزہ کی بلوغت

کے متعلق پڑھے تھے۔ یہ خیال کر لیا گیا ہے۔ کہ میں نے روزہ سے روکا ہے۔ میں نہیں جانتا۔ کہ ایسا خیال کرنے والے کتنے لوگ ہیں۔ اور یہ خبر صحیح بھی ہے۔ یا نہیں۔ میں نے اس کی تحقیقات نہیں کی۔ اور نہ ہی کرنا پسند کرتا ہوں۔ لیکن اگر کوئی یہ خیال کرنے والے لوگ ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ انہوں نے

اپنے پر بھی ظلم

کیا۔ اور دوسروں پر بھی۔ دوسروں پر اس لئے کہ ان کی دیکھا دیکھی ان میں بھی روزہ رکھنے کے متعلق سستی پیدا ہو گئی۔ اور اپنے پر اس لئے کہ

خدا کے حکم

کو نہ مانا۔ وہ جاہل جو ایسے مکان میں سوتا ہے۔ جس کی ایک دیوار ہی نہیں۔ اس کا قیمتی مال کبھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ نامکمل دیوار والے مکان میں قیمتی مال کو رکھ کر بے فکر سو جانے والے سے زیادہ بیوقوف کوئی نہیں ہو سکتا۔

ایسے شخص کی مثال

جو نماز پڑھتا ہے۔ اور روزہ نہیں رکھتا۔ ان تینوں بیوقوفوں کی سی ہو گی۔

جو ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ کوئی پیچھے سے آیا۔ اور اس نے کہا۔ السلام علیکم۔ ایک نے کہا۔ وعلیکم السلام دوسرے نے کہا تجھے پتہ نہیں نماز میں نہیں بولا کرتے۔ تیسرا بولا۔ تو کتنا بے وقوف ہے۔ خود بولتا ہے اور اسے منع کرتا ہے امام صاحب بھی عقل میں ان سے کم نہ تھے۔ کہنے لگے۔ الحمد للّٰہ ہم نہیں بولے۔ اس طرح ان سب نے ایک دروازہ کھول کر نماز کو باطل کر لیا۔ تو یاد رکھو۔

ہر چیز کی حدود

ہوتی ہیں۔ انہیں اگر چھوڑ دو تو وہ چیز ہی باقی نہیں رہے گی بلکہ اور دروازے کھلتے جائیں گے۔ پس ایسے لوگ جن میں طاقت تھی۔ مگر انہوں نے روزے نہیں رکھے۔ انہوں نے گناہ کیا۔ مجھ سے بھی کسی نے مسئلہ دریافت کیا تھا۔ کہ

روزہ سے ضعف

ہو جاتا ہے۔ کیا ایسی حالت میں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ میں نے جواب دیا۔ روزہ سے ہی اسی لئے۔ شریعت اسے تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دیتی ہے۔ جو ضعیف ہو چکا۔ مگر اسے اجازت نہیں دیتی۔ جسے روزہ کے نتیجہ میں ضعف ہوتا ہے۔ کون ہے جو روزہ رکھنے سے یہ سمجھے کہ گھوڑا خوید میں ڈالا جا رہا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں وہ موٹا ہو جائیگا۔ روزہ سے کمزور ہو جانے کا

عذر بیہودہ

ہے۔ ہاں شریعت نے چھوٹی عمر کے بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے۔ کہ

بلوغت کے قریب

کچھ مشق ضرور کرانی چاہیئے۔ مجھے جہاں تک یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھے پہلا روزہ رکھنے کی اجازت

بارہ یا تیرہ سال کی عمر

میں دی تھی۔ لیکن بعض بے وقوف ۶۔ ۷ سال کے بچوں سے روزے رکھواتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ اس کا ثواب ہوگا۔ یہ

ثواب کا کام

نہیں۔ بلکہ ظلم ہے۔ کیونکہ یہ عمر نشو و نما کی ہوتی ہے۔ ہاں ایک عمر وہ ہوتی ہے۔ کہ بلوغت کے دن قریب ہوتے ہیں۔ اور روزہ فرض ہونے والا ہی ہوتا ہے۔ اس وقت کچھ مشق کرانی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اجازت اور سنت کو اگر دیکھا جائے۔ تو ۱۲۔ ۱۳ سال کے قریب کچھ کچھ مشق شروع کرانی چاہیئے۔ مگر سارے روزے رکھوانے نہیں چاہئیں۔ حتیٰ کہ

۱۸ سال کی عمر

ہو جائے۔ جو میرے نزدیک

روزہ کے لئے بلوغت

کی عمر ہے۔ مجھے پہلے سال صرف ایک روزہ رکھنے کی اجازت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے دی تھی۔ اس عمر میں تو صرف شوق ہوتا ہے۔ جیسے بچے جب فٹ بال کھیلتے ہیں۔ تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں تم نے کتنے گول کئے۔ اسی طرح جب رمضان کے دنوں میں اکٹھے بیٹھے ہیں۔ تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں۔ تم نے کتنے روزے رکھے۔ تم نے کتنے رکھے۔ اور اس شوق میں وہ زیادہ رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر یہ

ماں باپ کا کام

ہے کہ انہیں روکیں۔ پھر ایک عمر ایسی ہوتی ہے کہ اس میں چاہیئے کہ

بچوں کو جرأت

دلائیں۔ کہ وہ کچھ کچھ روزے رکھیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھیں۔ کہ زیادہ نہ رکھیں۔ اور دیکھنے والوں کو بھی اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیئے کہ سارے روزے کیوں نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر بچہ اس عمر میں سارے رکھیگا۔ تو آئندہ نہیں رکھ سکے گا۔

عورتوں میں روزہ کی بلوغت

اس سے پہلے شروع ہو جاتی ہے۔ اور وہ ۱۵ سال کی عمر ہے کیونکہ لڑکی ۱۵ سال کی عمر میں اتنی طاقت حاصل کر لیتی ہے۔ جتنی لڑکا ۱۸ سال کی عمر میں۔ پھر

بعض بچے

طاقتور ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی بلوغت پہلے بھی شروع ہو سکتی ہے۔ کیونکہ روزہ کی بلوغت

انسانی قویٰ پر منحصر

ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض بچے کمزور ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگ اپنے بچوں کو مجھ سے ملاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس کی عمر ۱۵ سال ہے مگر وہ دیکھنے میں ۷۔ ۸ سال کا معلوم ہوتا ہے۔ ایسے بچے میں سمجھتا ہوں روزہ کے لئے شاید

اکیس سال کی عمر

میں بالغ ہوں روزہ کا اثر انسان کے جسم پر پڑتا ہے۔ شریعت نے مختلف بلوغتیں رکھی ہیں۔

مال کی حفاظت کیلئے

بلوغت ۲۱ سال کی ہے۔ نماز کے لئے دس سال کی ہے کیونکہ حکم ہے اگر اس عمر میں نہ پڑھے تو مار کر پڑھاؤ حدیثوں میں

الگ الگ بلوغتیں

مقرر ہیں۔ اور کسی امر میں شریعت نے تنگ نہیں کیا۔ بلکہ رعایت رکھی ہے۔ اور اگر کوئی اس سے

ناجائز فائدہ

اٹھاتا ہے۔ تو اپنے دین کو برباد کرتا ہے۔

ایک قوی آدمی

۱۵ سال کی عمر میں ہی ۱۸ سال کے برابر ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ میرے ان الفاظ کو ہی پکڑ لے۔ تو نہ وہ مجھ پر ظلم کرے گا۔ اور نہ خدا پر بلکہ

اپنی جان پر ظلم

کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی چھوٹی عمر کا پورے روزے نہ رکھے اور لوگ اس پر طعن کریں تو وہ اپنی جان پر ظلم کرینگے نہ اس پر نہ مجھ پر اور نہ خدا تعالےٰ پر مگر

ان باتوں میں احتیاط

کی ضرورت ہوتی ہے۔ جہاں شریعت روکتی ہے وہاں رکنا چاہیئے۔ اور جہاں حکم دیتی ہے۔ وہاں عمل کرنا چاہیئے۔ اب رمضان تو گذر چکا ہے۔ اور کوئی کہہ سکتا ہے کہ اب ان

نصائح کا کیا فائدہ ہے

پنجابی میں کہتے ہیں عید دے بعد تنبا پھوکنا ہے یعنی عید کے گزر جانے کے بعد پاجامے کی کیا ضرورت ہے اور وہ کس کام آ سکتا ہے۔ مگر یہ باتیں اب بھی کام آ سکتی ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ جنہوں نے بغیر کسی عذر کے روزے نہیں رکھے۔ وہ

عید کے بعد

پھر رکھیں۔ شریعت نے اس کی بھی اجازت دی ہے۔ کہ اگر کوئی غلطی کر بیٹھا ہے تو معلوم ہونے پر اس کی اصلاح کرلے۔ کیونکہ

عقل کی معذوری

بھی تو دراصل معذوری ہی ہے اور گو آج کا دن تھوڑا ہی باقی ہے مگر

رمضان کی کچھ گھڑیاں

ابھی باقی ہیں۔ ان میں خوب دعائیں کرو۔ اور سورج غروب ہونے سے

ایک منٹ پہلے

بھی اگر کوئی اس بات کو سمجھ لے۔ تو وہ محروم نہیں رہ سکتا اور گھنٹوں میں تو ایسی

زبردست دعائیں

ہو سکتی ہیں۔ جو زمین و آسمان کو ہلا سکتی ہیں۔ اور گو بظاہر یہ خطبہ بے فائدہ نظر آتا ہے۔ مگر حقیقتاً ایسا نہیں ابھی

کئی گھڑیاں اور کئی گھنٹے

باقی ہیں۔ پھر کئی منٹ اور کئی سیکنڈ ہوں گے۔ اور ایک سیکنڈ بلکہ اس سے بھی قلیل حصہ لیں

خدا تعالیٰ سے تعلقات

قائم ہو سکتے ہیں۔ اس کا جو سلوک

اپنے بندے سے

ہوتا ہے۔ اس کے لئے نہ کسی لمبے عرصہ کی حد بندی ہوتی ہے۔ اور نہ قلیل عرصہ کی۔ یہ اوقات تو ہمارے لئے ہیں اس کے متعلق یہ خیال بھی کرنا۔ کہ اس پر وقت کا کوئی اثر ہوتا ہے۔ اس کی

تمام صفات

کو معطل قرار دینے کے مترادف ہے ؎

پس یہ گھڑیاں ضائع مت کرو۔ یہ

بہت بڑی ہمت

ہے۔ جن دنوں میں قرآن مل سکتا ہے۔ ان میں سب کچھ مل سکتا ہے۔ جنت بھی مل سکتی ہے۔

بادشاہتیں اور حکومتیں

بھی مل سکتی ہیں۔ قرآن جنت اور بادشاہتوں سے بہت بڑا ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کا قرب ہے۔ اور جنت تو اللہ تعالیٰ کے

قرب کا نتیجہ

ہے۔ اور جن ایام میں

اللہ تعالیٰ کا قرب

حاصل ہو سکے۔ ان میں اور کیا چیز ہے۔ جو نہ مل سکتی ہو ؎

لاؤڈ سپیکر کے لئے چندہ

سالانہ جلسہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لیکچر مردوں اور عورتوں کے جلسوں میں سننے کے لئے آلہ لاؤڈ سپیکر کی ضرورت ہے۔ جس سے آواز دور دور تک پہنچتی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تجویز پسند فرمائی ہے۔ کہ جو دوست اس میں حصہ لینا چاہیں (یعنی دوسرے ضروری لازمی چندوں پر اثر ڈالے بغیر) وہ ایک روپیہ فی کس کے حساب سے چندہ دیں۔ جب یہ رقم اس قدر جمع ہو جائیگی کہ آلہ لاؤڈ سپیکر خریدا جا سکے۔ تو انشاء اللہ خرید لیا جائیگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بالخصوص مستورات اس سے فائدہ اٹھائیں گی۔ اور بہت ممکن ہے۔ کہ وہ مردوں سے پہلے ہی اس چندہ کو پورا بھی کر دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت خاص کے ماتحت یہ فنڈ کھول دیا گیا ہے۔ جو دوست حصہ لینے والوں کی پہلی فہرست میں شامل ہونا چاہیں۔ وہ جلدی کریں۔ چندہ فی کس ایک [illegible] کم نہ لیا جائے رقم خواہ زیادہ ہو۔ (ناظر بیت المال قادیان)

87

ذکر و فکر

گناہ سے بچنے کے طریق

انسان کو جب شیطان کسی گناہ کی ترغیب دیتا ہے۔ تو وہ ترغیب اول اول ہلکی ہوتی ہے۔ پھر رفتہ رفتہ بار بار کی تحریک سے وہ زور پکڑتی ہے۔ گو نفس لوامہ اس کی تردید کرتا ہے مگر نفس امارہ اور شیطان پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ انسان اس گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں گناہ سے بچنے اور خدا تعالیٰ سے قوت پانے کے لئے کچھ باتیں ہیں جو مفید ہیں۔ اور جو یاد رکھنی چاہئیں ؎

(۱) **ارادہ**۔ جب تک ارادہ گناہ سے بچنے کا نہ ہو۔ کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی۔ اور یہ ارادہ ہر گناہ سے بچنے کے لئے ضرور پیدا ہوتا ہے۔ اول زیادہ پھر کم کم۔ یہ دراصل ملائکہ کی تحریک ہوتی ہے۔ اگر اس پر عمل کر لیا جائے۔ یا کم از کم توجہ کی جائے۔ تو پھر زیادہ نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی توفیق ملتی ہے ؎

(۲) **دعا**۔ جب تسلط شیطانی بڑھتا معلوم ہو۔ اور ارادہ کمزور ہوتا جا رہا ہو۔ تو انسان کو چاہیئے۔ دعا کی طرف توجہ کرے۔ بہتر ہو۔ کہ دو رکعت نماز قائم کر کے اس میں دعا کرے۔ عبادت ایک قاطع شیطان چیز ہے۔ اور اس نماز میں بعض آیات کا زور زور سے یا پکار کر یا خاص تضرع سے پڑھنا بہت مفید ہوتا ہے۔ مثلاً ایاک نعبد وایاک نستعین۔ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان۔ رب انی مغلوب فانتصر۔ جو لوگ عربی سے ناواقف ہوں۔ وہ اپنی زبان میں بہت موثر دعائیں خود بنا سکتے ہیں۔ مثلاً اے میرے خدا میں ہلاک ہونے لگا ہوں۔ مجھے بچا۔ تیرے سوا میرا بچانے والا کوئی نہیں۔ اگر تو میری مدد نہیں کریگا۔ تو تباہ ہوں اور کسے پکاروں کیا کوئی سنتا ہے میری بھی پکار۔ کیا کوئی میرا خدا بھی ہے کہیں۔ غرض ایسے موثر الفاظ میں دعا ہو۔ کہ رحمت خداوندی جوش میں آ جائے۔ اور آدمی کا اپنا نفس متاثر ہو جائے۔

(۳) **استغفار وغیرہ**۔ ۱۰۰ دفعہ کم از کم استغفار بلند آواز سے اور علیحدہ جگہ قبلہ رو ہو کر پڑھے۔ اگر اثر نہ ہو۔ تو اسی طرح ۱۰۰ دفعہ لاحول اگر پھر بھی تحریک باقی ہو۔ تو ۱۰۰ دفعہ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ اس سے بھی آگے ضرورت ہو۔ تو ۱۰۰ دفعہ نہایت موثر ہے۔

(۴) عام طور پر گناہوں سے بچنے کے لئے

(الف) موت کو اکثر یاد کرنا چاہیئے

(ب) خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر اور ہمیشہ اپنے اوپر نگران تصور کرنا چاہیئے

(۵) **صدقہ** بھی رد بلا ہوتا ہے۔ گناہ ایک سزا ہے جو عموماً کسی پہلے گناہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔ پس صدقہ سے اس سزا یا بلا کو رد کرو

(۶) جس گناہ کی طرف طبیعت مائل رہتی ہو۔ اس کا نام لے کر نماز میں توبہ کرے۔ اور مداومت ہر نماز میں ایسی توبہ کرے حتیٰ کہ دل اس سے متنفر ہو جائے۔ مثلاً کہے۔ اے میرے رب میں غیبت سے توبہ کرتا ہوں۔ آئندہ کبھی نہیں کروں گا۔ تو مجھے اس توبہ کے نباہنے میں مدد دے۔ یا اے میرے پروردگار میں نماز میں سست ہوں۔ آج سے اس سستی سے توبہ کرتا ہوں تو میری توبہ قبول کر۔ اور مجھے استقامت دے۔ پس اس طرح بار بار نام لے کر دعا کرنے سے نہایت فائدہ ہوتا ہے

(۷) **تہجد کا التزام** کرے۔ کہ یہ عمل اکثر بداعمالیوں سے صاف کر کے انسان کو پاک بنا دیتا ہے۔ جس نے اسے نہیں آزمایا ضرور آزمائے۔ مگر اس کے آداب پھر کبھی بیان کرونگا

(۸) **وضو**۔ ہر وقت باوضو رہنا بھی گناہ سے بچنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس سے طہارت قلبی بھی قائم رہتی ہے۔ بلکہ ہر وضو کے ساتھ بڑھتی ہے۔ اگر کسی کا وضو خود بخود ہر نماز تک قائم رہتا ہو۔ تو بھی وہ ہر نماز کے وقت یا کلام الٰہی پڑھنے سے پہلے یا ایسا ہی اور موقعوں پر اگر تازہ وضو کر لیا کرے۔ تو زیادہ صفائے قلب کا باعث ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے رات کو ایسی غذا کھائی جس سے بہت ریح کا زور رہا اور رات بھر وضو ٹوٹتا رہا۔ اس پر مجھے الہام ہوا کہ بطون الانبیاء صامت (یعنی انبیاء کا پیٹ خاموش ہوتا ہے) نیز مناسب ہے۔ کہ ہر وضو کرتے وقت یہ نیت بھی ضرور کرے۔ کہ میں نے اگلے وضو تک ہر گناہ سے اپنے ہاتھ دھو لئے ہیں ؎

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اکثر باوضو رہا کرتے تھے۔ سو اے عزیز تو بھی اس نسخہ کو آزما کر دیکھ۔ اور جس طرح کوئی شخص کسی روزہ دار سے جھگڑا کرے۔ تو اسے حکم ہے۔ کہ کہدے بھائی میں روزہ سے ہوں۔ اسی طرح اگر تیرا نفس کسی معیوب بات کا تقاضا کرے۔ تو تو بھی اسے یوں کہدیا کر کہ بھائی میں وضو سے ہوں۔

خاکسار

فضیلتِ اسلام

اسلام اور حالاتِ حاضرہ

ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ یہ صرف اسلام ہی کی خصوصیت ہے۔ کہ خواہ زمانہ کس قدر ترقی کر جائے۔ خواہ دنیا میں کتنے ہی حیرت انگیز تغیرات رونما ہو جائیں۔ اس کے قوانین ہمیشہ ابدی اور غیر فانی رہیں گے۔ کون نہیں جانتا۔ کہ انیسویں صدی تک یورپ نے شادی۔ طلاق۔ کثرت ازدواج۔ ختنہ اور وراثت وغیرہ کے متعلق مختلف تجربے کئے۔ لیکن آخر اسے اسلامی قوانین کے سامنے جھکنا پڑا ؎

یورپ کی ذہنی کیفیت میں انقلاب

ایک زمانہ تھا۔ کہ ایک انگریز مدبر نے ہاؤس آف کامنز میں کہا تھا۔ جب تک اسلام کا ایک شوشہ بھی دنیا میں موجود ہے۔ کسی قسم کی دنیاوی ترقی کی امید رکھنا عبث ہے۔ لیکن اب وہ زمانہ ہے۔ کہ یورپ کے زعماء اور اکابر چلا رہے ہیں۔ کہ اگر دنیا موجودہ مشکلات سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہے۔ تو سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔ کہ اسلامی قوانین پر عمل کیا جائے ؎

جنگِ عظیم کے بعد یورپ کی ذہنی کیفیت میں ایک یک لخت انقلاب پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ اہل یورپ نے مختلف تجربے کر کے دیکھ لیا۔ کہ مادی ترقی سے ان کو حقیقی خوشی اور مسرت کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وہ روحانیت کی تلاش میں لگ گئے۔ جب دولت اور امارت نے ان کو مختلف مصیبتوں میں جکڑ دیا۔ تو بالشویزم سوشلزم اور انڈیویجولزم وغیرہ ازموں کو اپنی مصائب کا حل بتانے لگ گئے۔ لیکن اس میں بھی کامیابی کے بجائے تباہی نظر آ رہی ہے۔ غرض یورپ کی ذہنی کیفیت میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے اور وہ دن دور نہیں۔ جب اسلام کے تمام اصول ان کے لئے شمع ہدایت ہوں۔ اور اگر ان کو مشکلات سے پناہ مل سکے گی تو اسلام کے زیر سایہ ہی ملے گی۔ ؎

اس مضمون میں مَیں حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ دنیا کن مصائب میں پھنسی ہوئی ہے لیکن اسلام نے ان کا کیا سہل اور آسان علاج بتا دیا ہے۔

بین الاقوامی قرضہ

سب سے پہلے میں اس قرضہ کو لیتا ہوں۔ جو ایک قوم نے دوسری قوم کو ادا کرنا ہے

جنگِ عظیم کے دوران میں انگلستان نے تیس ملین ڈالر کی ایک خطیر قسم امریکہ سے بطور قرضہ لی تھی۔ اب اس میں سود ملا کر یہ قسم تقریباً نوے ملین ڈالر بن چکی ہے۔ بوجہ عالمگیر کساد بازاری کے انگلستان اس قرضہ کو چکانے سے عاجز ہے۔ ادھر امریکہ قرضہ کی اقساط ملتوی کرنے کے لئے تیار نہیں اگر انگلستان قرضہ نہ دے۔ تو فرانس بھی اس کی تقلید کریگا۔ بلجیم اور پولینڈ نے پہلے ہی انکار کر رکھا ہے

غرضیکہ یہ بین الاقوامی قرضہ ایک ایسی چیز ہے۔ جو مختلف ممالک کے درمیان صلح یا دشمنی پیدا کر سکتی ہے اور اس کی زنجیریں ایسی سخت ہو گئی ہیں۔ کہ رہائی پانا قریباً ناممکن ہے۔ جمعیۃ الاقوام نے ان مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کی لیکن سودخواروں کی خونخواری ضرب المثل ہے۔ قرضہ خواہ ممالک اپنا روپیہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ اسلام نے تو پہلے ہی فرمایا تھا۔ لا تاکلوا الربوٰا اضعافاً مضاعفۃً کہ تمہاری بہتری اسی میں ہے۔ کہ تم سود در سود کو اپنے اوپر حرام کر لو کیسی سادہ تعلیم ہے۔ لیکن نتیجہ میں کس قدر اہم۔ اگرچہ دنیا نے اس تعلیم کو اپنی اقتصادی ترقی کے لئے رکاوٹ خیال کیا۔ اور اس کی صریح خلاف ورزی کرنی شروع کر دی۔ لیکن اب اسی سود کے کارن ایسی مشکلات میں پھنس چکی ہے۔ کہ وہ یورپ جو سائنس کو اپنا ملجاء و ماوا خیال کرتا تھا۔ انگشت بدنداں ہے کہ ان مصائب سے کیسے چھٹکارا حاصل ہو۔ جارج شسٹر وزیر مالیات کئی دفعہ کہہ چکے ہیں۔ کہ اس سود نے ہمیں تباہ کر دیا۔ اور بڑے بڑے اکابر تسلیم کرتے ہیں۔ کہ بین الاقوامی امن میں اگر رخنہ کسی نے ڈالا ہے۔ تو وہ یہی تاوان جنگ ہے۔ جو سود کی وجہ سے دوگنا۔ چوگنا ہو چکا ہے ؎

تخفیف اسلحہ جات

جنگِ عظیم کے بعد دنیا کی قومیں جنیوا کے مقام پر جمع ہوئیں۔ اور انہوں نے ایک فیصلہ یہ کیا۔ کہ تمام ممالک اپنے اسلحہ جات گھٹا دیں۔ تاکہ دوبارہ جنگ نہ چھڑ جائے۔ اور عہدنامہ ورسیلز کی رو سے جرمنی کے اسلحہ جات تو بالکل ہی کم کر دیئے گئے۔ اب جبکہ فرانس اور انگلستان وغیرہ اپنے اسلحہ جات زیادہ کر رہے ہیں۔ جرمنی نے بھی اعلان کر دیا ہے۔ کہ وہ اس عہدنامہ کا پابند نہیں ہے۔ نتیجہ جو کچھ ہو گا ظاہر ہے

اسلام نے بین الاقوامی اتحاد قائم کرنے کے لئے جو تجاویز پیش کی ہیں۔ وہ بلاشبہ بے مثل اور لاجواب ہیں اسلام کہتا ہے۔ کہ لڑائی ختم کرنے کا یہ طریق نہیں۔ کہ اسلحہ جات کم کر دیئے جائیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ دل کدورت اور میل سے پاک صاف ہوں۔ چنانچہ فرمایا لا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔ کہ آپس میں بیر رکھنا ترک کر دو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ باہمی دشمنی کی وجہ سے تم انصاف پر قادر نہ ہو سکو۔ انصاف کیا کرو۔ کیونکہ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اگر غور کیا جائے۔ تو یہ باہمی دشمنی ہی موجودہ تنازعات کی جڑ ہے۔ ہر ایک قوم کی یہ دلی خواہش ہے۔ کہ موقعہ ملے۔ تو جنگِ عظیم کا بدلہ وہ دوسری قوم سے لے لے پھر جب ایک قوم کا دوسری قوم سے جھگڑا ہو جاتا ہے تو یہ ہوتا ہے۔ کہ دوسری قومیں یا تو تماشہ دیکھتی ہیں۔ یا پھر کسی ایک کی طرفداری کرنے لگ جاتی ہیں۔ ایسی حالت میں اسلام نے فرمایا۔ وان طائفتٰن من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما بالعدل واقسطوا۔ ان اللہ یحب المقسطین۔ کہ جب دو قوموں میں تفرقہ پیدا ہو جائے۔ تو دوسری قوموں کو چاہیئے کہ وہ ان میں صلح کرا دیں اور عدل اور انصاف سے کام لیں۔ یہ نہ ہو۔ کہ وہ کسی ایک کی طرفداری کرنا شروع کر دیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ؎

کیسی پُر انصاف اور اتحاد افزا تعلیم ہے نہ تو یہ رکھا ہے۔ کہ صلح کرنے والی قوم اس بندر کی طرح کرے۔ جو دو بلیوں میں پنیر بانٹنے بیٹھا تھا۔ اور سارا خود کھا گیا۔ اور نہ کسی ایک قوم کی طرفداری کرنی سکھلائی۔ بلکہ لڑنے والی قوموں کو ان کا پورا پورا حصہ دینے کی تلقین کی۔ ؎

اگر آج دنیا اس تعلیم پر عمل کرے۔ تو آدھے جھگڑے فی الفور رفع ہو سکتے ہیں۔ اور تخفیف اسلحہ جات وغیرہ کی تحریکیں کرنے کی ضرورت ہی پیدا نہیں ہوتی ؎

سیاسی غلبہ کی خواہش

دنیا کی موجودہ مشکلات کا ایک باعث یہ بھی ہے۔ کہ طاقتور قومیں کمزور قوموں پر سیاسی غلبہ حاصل کرنا چاہتی ہیں اور اس کا باعث جہاں تک میں غور کر سکا ہوں۔ محض حسد اور رشک ہے۔ مثال کے طور پر چین اور جاپان کا باہمی مناقشہ ہی لے لو۔ اس جنگ کی سوائے اس کے کوئی وجہ نہیں۔ کہ دونوں ملک منچوریا پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو ایک زرخیز علاقہ ہے۔ اسی طرح اینگلو پرشین آئل کمپنی کا ٹھیکہ ہے۔ رضا شاہ پہلوی کی گورنمنٹ نے ایران کی حدود سے غیر ملکی اثر زائل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس ٹھیکہ پر خطِ تنسیخ کھینچ دیا اور برطانیہ جو اس کمپنی کا سب سے بڑا حصہ دار ہے۔ ایرانی گورنمنٹ کی اس حرکت پر سخت چیں بجبیں ہو رہا ہے۔ وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ ایران کو قدرت کی طرف سے تیل کے بارہ میں ایک حصۂ وافر ملا ہے۔ لیکن برٹش گورنمنٹ اپنے "حقوق" کو چھوڑنا نہیں چاہتی۔ کیوں؟ اس لئے کہ اُسے یہاں ایک اقتصادی دلچسپی ہے

اسلام نے کیا ہی خوب فرمایا۔ ولا تمدن عینیک الیٰ ما متعنا بہ ازواجاً منھم زھرۃ الحیوۃ الدنیا لنفتنھم فیہ ورزق ربک خیر و ابقیٰ۔ کہ اگر ہم نے کسی قوم کو دنیاوی دولت وامارت سے مالا مال کیا ہے۔ تو تم اس کو حسد اور رشک کی نگاہ سے مت دیکھو۔ تمہیں کیا علم ہے۔ کہ ہم نے دوسروں کو مال اس لئے عطا کیا۔ تا وہ آزمائے جائیں۔

اگر یہ بات قوموں میں پیدا ہو جاتی۔ تو کیا چین اور جاپان یا انگلستان اور انڈیا یا ایران اور انگلینڈ کے درمیان یہ جھگڑے پیدا ہو سکتے؟ سب تسلیم کریں گے۔ کہ ہرگز نہیں۔ لیکن یہ بات صرف اسی وقت پیدا ہو گی۔ جب سب لوگ اسلام کے حلقہ میں آجائیں گے۔

بیکاری

دنیا کے سامنے اس وقت ایک بڑا مسئلہ یہ ہے۔ کہ آبادی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ لیکن خوراک اسی نسبت سے ترقی نہیں کرتی۔ لہذا بیکاری کا دور دورہ ہے۔ جہاں تک میرا مطالعہ ہے۔ بیکاری کے بڑے بڑے اسباب چار ہیں

(۱) نفع کے لالچ کی وجہ سے "Overproduction" یعنی ضرورت سے زیادہ مہیا کر دینا۔

(۲) ہندوستان جیسے ممالک میں زمین کی تنگی (جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے) اور قدرتی ذرائع سے پورا پورا فائدہ حاصل نہ کرنا۔

(۳) کسب سے عار اور گورنمنٹ سے ملازمت کی خواہش

(۴) سرمایہ داروں کی خود غرضی کہ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں۔ اور غریبوں کا خیال نہیں رکھتے۔

ان میں سے پہلی وجہ سب سے زیادہ اہم ہے۔ اور یہی موجودہ عالمگیر کساد بازاری کا ایک بڑا سبب ہے۔ اسلام نے Overproduction کا علاج اس طرح پر کیا ہے۔ فرمایا۔ انما الحیوۃ الدنیا متاع قلیل۔ کہ دنیا تو آنی جانی ہے۔ اس لئے اپنی تمام کوششیں اسی کے حصول کے لئے مرکوز نہ کر دو۔ بلکہ آخرت کے لئے بھی کچھ کرو۔ کیونکہ والاخرۃ خیر و ابقیٰ۔ کہ وہ دائمی زندگی ہے۔ اسی طرح قرآن شریف میں کہا گیا ہے کہ اپنی تمام طاقتیں مال و دولت کے جمع کرنے میں صرف نہ کرو۔ آج دنیا میں یہ بات پیدا ہو جائے۔ تو جنگ عظیم کے بعد یہ جو Overproduction ہو گئی ہے شاید کبھی نہ ہوتی۔

زمین کی تنگی کے متعلق فرمایا۔ جب تم پر ایک ملک تنگ ہو جائے۔ تو دوسرے ملک میں چلے جاؤ۔ پھر قدرتی ذرائع سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لئے فرمایا سیروا فی الارض فانظروا کیف بدأ الخلق تم نیچر پر غور کرو۔ اور اس کو اپنے استفادہ کے لئے استعمال کرو۔ کیونکہ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعاً منہ یہ سب چیزیں جو زمین و آسمان میں ہیں ہم نے تمہارے لئے مسخر کر دی ہیں۔

ہنر اور کسب کے لئے تو کئی حدیثیں آئی ہیں۔ جن میں ذکر ہے۔ کہ آدمی کو اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اور تجارت پر زور دیا۔ تاکہ صرف سرکاری ملازمتوں پر انحصار نہ ہو۔ سرمایہ داروں کے گھمنڈ کو اس طرح توڑا۔ کہ فرمایا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ تم میں سے بڑا وہ ہے۔ جو دوسروں کے حقوق کا خیال رکھے۔ اور غریبوں کے لئے زکوٰۃ کا سلسلہ جاری رکھا۔

تمام مشکلات کا مداوا اسلام میں

پس ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ اسلام میں دنیا کی موجودہ تمام مشکلات کا علاج موجود ہے۔ مبارک ہے وہ جو غور کرتا ہے۔ شادی طلاق کثرت ازدواج اور وراثت وغیرہ کے بارہ میں یورپ کی ذہنی کیفیت میں پہلے ہی انقلاب آچکا ہے۔ اب بین الاقوامی قرضہ۔ تخفیف اسلحہ جات۔ سیاسی غلبہ پانے کی خواہش اور بیکاری وغیرہ کے مسائل اس کے سامنے ہیں۔ اور ہم اسے یقین دلاتے ہیں۔ کہ اگر وہ ان کا صحیح علاج معلوم کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ اسلام ہی پیش کر سکے گا۔

خاکسار عبدالرحیم شبلی۔ ایلی کالج لاہور

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک اعلان

سٹار ہوزری قادیان کے متعلق

"میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ جو کچھ آپکو بنانا چاہتا ہے۔ اس کو اپنے فعلوں سے ناممکن نہ بنائیں۔ بلکہ نڈر ہو کر ترقی کے لئے کوشش کریں۔ دنیوی بھی اور دینی بھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے مامور نے آپ کے لئے دونوں قسم کی ترقی کا وعدہ کیا ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ یہ کام ایسا ہے۔ کہ اگر اس کا ہوشیاری سے تتبع کیا جائے۔ تو انشاء اللہ بہت بابرکت ہو گا اور خصوصاً جبکہ جماعت کے لوگ۔ اس کا اقرار کریں گے۔ کہ اس کا بنا ہوا مال استعمال کیا کریں۔ تو اس کے لئے منڈی کا ملنا بھی مشکل نہ ہو گا۔ ضلع گورداسپور کے احمدی ہی اس کی بنی ہوئی جرابیں

مراسلات

آریہ سماج لدھانہ کے جلسہ میں

احمدی مبلغ کا لیکچر

آریہ کمار سبھا لدھیانہ کے سالانہ اجلاس ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ جنوری ۱۹۳۳ء مندر آریہ سماج میں منعقد ہوئے۔ ۲۲ جنوری ۱۹۳۳ء بین الاقوامی کانفرنس میں ہم کو بھی دعوت دی جس میں ہماری جماعت کی طرف سے مولوی محمد عبداللہ صاحب مولوی فاضل پیش ہوئے۔ سوا ۱ بجے کانفرنس شروع ہوئی سب سے پہلے ایک جینی نے اس مضمون پر اپنے عقائد کے بموجب کہ "مرنے کے بعد انسان کو اس کے اعمال کا بدلہ ملتا ہے۔ اگر ملتا ہے تو کس طرح؟" خیالات کا اظہار کیا سیکرٹری کمار سبھا نے اعلان کر دیا تھا۔ کہ ہر لیکچرار صرف اپنے عقائد کا اظہار کریں۔ نہ کہ کسی دوسرے کی تردید کی جائے۔ بعد ازاں مولوی محمد عبداللہ صاحب نے اسلامی عقائد بالوضاحت پیش کئے۔ لوگوں کی دلچسپی ہمارے مضمون سے بے حد تھی۔ اور بفضلہ مضمون نہایت کامیاب رہا۔

مولوی صاحب کو صرف ۲۵ منٹ دیئے گئے جن کے بعد آریہ سماج کی طرف سے مہاشہ چرنجی لال صاحب پریم نے مسئلہ متذکرہ بالا پر اپنے خیالات کا تناسخ کی رو سے اظہار کیا اور باوجود منتری آریہ کمار سبھا کے اعلان کے ہماری تردید دو ایک بھونڈی سی مثالیں دیکر کرنی چاہی جس پر ہماری طرف سے صدر جلسہ کی خدمت میں رقعہ لکھا گیا۔ کہ ہم کو جواب دینے کا موقعہ دیا جائے۔ لیکن افسوس کہ صدر نے وقت ہی نہ دیا۔ اور مہاشہ جی کی تقریر ختم ہونے پر خود مختصر تقریر کر کے جلسہ ختم کر دیا۔ مگر منتری آریہ کمار سبھا نے ہمارے پاس آ کر مہاشہ صاحب مذکور کی مہمل و غیر متعلق باتوں اور صدر کے قابل اعتراض رویہ کی معذرت چاہی۔

خاکسار عبدالرحیم از لدھانہ

ایک قابل امداد بھائی

انجمن ہائے احمدیہ ضلع گجرات سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اپنے بائیسکل والے احباب کو اطلاع کر دیں کہ جب کبھی ان کو بائیسکلوں کی مرمت یا اور کسی چیز متعلقہ سائیکل وغیرہ کی ضرورت پڑے۔ تو شہر گجرات میں مستری فضل کریم صاحب احمدی جو کہ ایک ماہ ہوا احمدی ہوئے ہیں۔ اور جن کا مخالفوں نے بائیکاٹ

بھاکڑا ڈیم پروجیکٹ

بدقسمتی سے ضلع حصار پھر ایک مہیب قحط کے پنجہ میں گرفتار ہے۔ حصار اور قحط سالی دو ہم معنی لفظ بن گئے ہیں۔ ۱۹۱۹ء میں مسٹر ایچ ڈبلیو نکلسن سی۔ آئی۔ ای۔ انجینیر نے اس تمام علاقہ کے سیراب کرنے کے لئے جو ہمیشہ قحط سالی کا شکار رہتا ہے۔ ایک نہر بنانی تجویز کی تھی جو ستلج یا بھاکڑا ڈیم پروجیکٹ کے نام سے مشہور ہے۔ ضلع حصار۔ روہتک کرنال کا تمام رقبہ۔ گوڑگانواں وضلع دہلی کا کچھ رقبہ جس میں ہمیشہ قحط سالی رہتی ہے اس نہر سے آبپاشی ہو سکیگا۔ ریاست ہائے پٹیالہ۔ بیکانیر۔ جیند۔ فرید کوٹ کا بھی کافی رقبہ اس نہر سے سیراب ہو سکیگا۔ امید کی جاتی ہے کہ اس نہر سے ایک کروڑ بیس لاکھ ایکڑ زمین آبپاشی ہو سکیگی۔ جس میں سے ۵۴ لاکھ ایکڑ زمین ایسی ہوگی۔ جس کو آج تک کبھی نہر سے آبپاشی نہیں ہوئی۔ اس نہر کے تجویز کرنے والے مذکورہ بالا انجینیر کا یہ دعویٰ ہے کہ جس وقت یہ یہ نہر مکمل ہوگئی تو سرکاری خط و کتابت میں اس علاقہ کے متعلق قحط سالی کا جو لفظ استعمال ہوتا ہے اسے ہمیشہ کے لئے نکال دینا پڑیگا۔ اس کے بن جانے سے قحط زدہ رقبہ یقینی طور پر خوشحال ہو جائیگا۔ گورنمنٹ کو ہر سال کافی رقم بطور معاملہ و آبیانہ وصول ہو جایا کریگی۔ نیز آئے دن کی قحط سالیوں میں جو رقم گورنمنٹ کو خرچ کرنی پڑتی ہے۔ اس کے بوجھ سے وہ ہمیشہ کے لئے سبکدوش ہو جائیگی۔

مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۹ء کو اس نہر کے متعلق پنجاب لیجسلیٹو کونسل میں ایک ریزولیوشن بالاتفاق منظور ہوا تھا لیکن بدقسمتی سے اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی قابل ذکر کارروائی تا ہنوز نہیں کی گئی۔ ان کا غذات کی تیاری کا کام بھی ابھی تک شروع نہیں کیا گیا۔ جو اس نہر کے متعلق ضروری منظوری حاصل کرنے کیلئے حکومت ہند و وزیر ہند کی خدمت میں بھیجے جانے تھے باوجود اس امر کے کہ بیکانیر کی حکومت کے ساتھ اس نہر کے متعلق جن مشکلات کے پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ وہ بھی بمبئی اور پنجاب کے سپرنٹنڈنگ انجینیر صاحبان کی رپورٹ سے دور ہو گئیں۔ جنہیں اس معاملہ کے متعلق مشترکہ رپورٹ مرتب کرنے کے کام پر تعینات کیا گیا تھا۔

اس نہر کے بند کے متعلق ماہرین کی کمیٹی کی رپورٹ مورخہ ۳ جنوری ۱۹۴۲ء کی وجہ سے اس نہر کا دائرہ عمل تبدیل ہو گیا اس تبدیل شدہ دائرہ عمل کے متعلق ریاست ہائے متعلقہ سے گفت و شنید کرنے کا کام بڑی دیر کے بعد جون ۱۹۴۲ء میں شروع

مبارک ہو کہ محض آپکی خاطر کارخانہ نے حیرت انگیز رعایت کا ایک اور موقعہ دیا

ایک روپیہ کا مال آٹھ آنے میں

۸ و ۹ فروری کو یاد رکھیے

کارخانہ نے پہلے ۲۸ و ۲۹ دسمبر کو یہ رعایت دی تھی مگر ابھی تک دوستوں کے خطوط برابر آرہے ہیں۔ کہ ہم بڑے دنوں کی تعطیلات کی وجہ سے سفر پر تھے اور بدیں وجہ بعداز وقت اطلاع ملی۔ اس لئے ہمیں اب یہ رعایت دی جائے۔ کیونکہ اس طرح بے قاعدہ رعایت دینے سے اصول ٹوٹتا ہے۔ لہذا محض ایسے دوستوں کی خاطر کارخانہ پھر یہ ایک موقعہ دیتا ہے۔ کہ جو دوست ۸ و ۹ فروری ۱۹۳۳ء کو اپنی فرمائشیں ڈاک خانہ میں ڈالینگے۔ انہیں صرف اکسیر البدن اور اکسیر اکبر جو موسم سرما کے لئے نعمت عظمیٰ ہے میں نصف قیمت کی رعایت دی جائیگی یہ دنیا تسلیم کر چکی ہے۔ کہ موسم سرما میں اکسیر البدن اور اکسیر اکبر کا استعمال کرنا بلاشبہ اپنی صحت کا بیمہ کرانا ہے۔ اگر اب بھی آپنے اس سنہری موقعہ کو ہاتھ سے کھو دیا تو پھر بعد میں یہ موقعہ میسر نہیں آئیگا

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

جس نے ایک دفعہ استعمال کی وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو گیا

اگر آپکی طبیعت پژمردہ۔ چہرہ زرد۔ سر یا کمر میں درد۔ حافظہ کمزور۔ کسی کام پر دل نہ لگتا۔ چلتے وقت دم چڑھ جاتا۔ پنڈلیوں میں درد سی محسوس ہوتی۔ ہاتھ پاؤں پھولتے۔ قوت جواب دے چکی ہو۔ تو آپ آج سے ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دیں۔ یہ دوا کیا ہے۔ گویا طبی دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب ہے۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس پر ختم ہے۔ ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے۔ بھوک کے کھولنے۔ حافظہ کو تیز کرنے۔ رنگ کو نکھارنے۔ دل و دماغ کو تقویت دینے۔ پٹھوں کو مضبوط بنانے اور قبل از وقت بالوں کو سفید ہونے سے بچانے۔ طبیعت میں خوشی و نشاط پیدا کرنے۔ اعضاء رئیسہ و شریفہ کی زائل شدہ قوتوں کو بحال رکھنے۔ گری ہوئی جوانی کے قیام اور ضعیفی کی حفاظت۔ چہرہ کو شگفتہ و دماغ کو روشن اور جسم کو چست و چالاک بنانے۔ گذشتہ امنگوں اور زائل شدہ آرزوؤں کو واپس لانے اور جوہر حیات جس کے بغیر زندگی وبال ہے کو خاص ترقی دینے کے لئے یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ یہ دوا کیا ہے گویا حیات انسانی کے لئے ایک نادر و نایاب تحفہ ہے۔ دل میں نئی امنگ۔ اعضاء میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا بس اسی کا ہی کام ہے۔ مختصر یہ کہ ہر قسم کی بدنی کمزوری کے لئے اکسیر ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں صرف پانچ روپے۔ رعایتی قیمت دو روپے آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ +

ایڈیٹر صاحب الحکم کی رائے

مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔ مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نہایت مسرت اور شکرگذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر یہ خط آپکو لکھ رہا ہوں۔ میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنے کی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپسے اکسیر البدن کی ایک شیشی لیکر اس کو بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے۔ میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ "میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے۔ اور اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ جو آپنے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی یعنی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کر دی جس سے پیشاب کی شکایت بھی رفع ہو گئی۔ الحمد للہ۔ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت ہی اعلیٰ دوا ہے ایک شیشی اور روانہ کر دیں"۔

شیخ صاحب! مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ "اکسیر البدن" نے میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز مکرم محمد داؤد احمد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا۔ مگر خدا نے "اکسیر البدن" کے ذریعہ اسے ان خطرات سے بچا لیا۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں آپکو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اس نافع الناس دوا کے لئے اللہ تعالیٰ آپکو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے۔ اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کرنے کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں"۔

اکسیر اکبر

مقبول عام اور شہرۂ آفاق طاقت کی بے نظیر دوا

جس کا اثر مستقل ہے

اکسیر البدن کے اجزاء کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں:۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ موتی۔ عنبر۔ [illegible] وغیرہ اسکے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔ اور آج دنیائے طب میں مسلمہ طور پر سب سے بڑی طاقت بخش ایجاد ہے۔ جس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے:۔

ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف بصر۔ ضعف ہاضمہ۔ اعصابی درد۔ درد سر۔ بے خوابی نزلہ۔ زکام۔ کھانسی۔ منہ سے پانی کا جاری رہنا۔ دانتوں کا درد۔ آواز کا بیٹھ جانا۔ دمہ۔ پرانی کھانسی۔ ڈکاروں کی کثرت معدہ کی ترشی۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ پیشاب کی کثرت۔ خرابی خون۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا۔ آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ اٹھتے وقت سارے سے دکھائی دینے۔ بے چینی۔ گھبراہٹ۔ سستی۔ اداسی چھائی رہنی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضل خدا آخری اور یقینی علاج ہے۔ معدہ اور جگر کو طاقت دیکر سیروں دودھ گھی۔ مکھن اور ملائی ہضم کراتی۔ تازہ خون کے بیشمار سرخ ذرات پیدا کرتی اور گئی ہوئی خون کو بڑھاتی ہے۔ دائمی قبض۔ زکام۔ کمزوری دل و دماغ کیلئے بے نظیر چیز ہے۔ ضعف اعصاب و ضعف دماغ کو دور کر کے جسم میں برقی رو پیدا کرتی ہے۔ دماغی تکان کو دور کر کے فی الفور کام کیلئے مستعد بناتی مزاج میں فرحت اور تازگی بخشتی ہے۔ گویا دماغی کام کرنیوالوں کیلئے یہ دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی بیس روپے ایک ماہ کی خوراک کیلئے۔ ورنہ فوائد کے لحاظ سے یہ نعمت عظمیٰ موتیوں کے مول بھی سستی ہے۔ رعایتی قیمت صرف دس روپے (عـــہ) محصول ڈاک علاوہ +

نوٹ:۔ گذشتہ سال اسکی قیمت (عـــہ) تھی۔ مگر اب کی دفعہ اکٹھی بنوانے میں اشیاء کچھ سستی مل گئیں۔ اسلئے قیمت میں بھی رعایت کر دیگئی ہے +

اکسیر اکبر کی کرامت

بیس سالہ کمزوری دور ہو کر پنتالیس ۴۵ سالہ اٹھارہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عمانی سب اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپسے منگوائی تھی۔ ایک مریض کو جسکی عمر چالیس سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ اور جس کو کمزوری تقریباً بیس سال سے تھی استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی۔ اکسیر اکبر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہو گئی۔ جیسا کہ اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے"۔

ضروری نوٹ:۔ اگر دوست اسکے ساتھ کارخانہ کی یہ مشہور ادویہ یعنی موتی سرمہ۔ تریاق اعظم۔ اکسیر معدہ۔ رفیق زندگی۔ موتی دانت پوڈر۔ اکسیر جریان۔ اکسیر بواسیر۔ قبض کشا گولیاں۔ افیون چھوڑاؤ گولیاں طلب فرمائینگے۔ تو یقیناً محصولڈاک میں بچت رہے گی +

ملنے کا پتہ:۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

مقدمہ سازش میرٹھ کے قیدیوں کے متعلق فری پریس کی اطلاع ہے کہ انہیں عارضی طور پر اگرچہ بی کلاس دیدی گئی ہے لیکن اپنے بستر ے استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ ہر ایک قیدی کو جیل کے تین کمبل اور پہننے کے لئے جیل کے کپڑے دئے گئے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ الہ آباد کے ایک ایڈووکیٹ ان سزاؤں کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کرینگے مختلف ملزمان کی طرف سے بھی مقدمہ کی پیروی کے لئے بعض وکلاء مقرر ہونگے۔

سر سیکم ہیلی کے متعلق لکھنؤ سے ۲۸ جنوری کی خبر ہے۔ کہ آپ اپریل یا مئی میں انگلستان جائیں گے تاکہ پارلیمنٹری جائنٹ کمیٹی کی مدد کر سکیں۔ ان کی غیر حاضری میں مسٹر بلنٹ موجودہ ہوم ممبر کو قائم مقام گورنر بنایا جائیگا۔

مسٹر برنارڈ ملّنٹا کو پادریوں کی انجمن نے ممبری سے اس لئے خارج کر دیا ہے کہ انہوں نے حال ہی میں ایک کتاب میں خدا تعالیٰ کی ہستی تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔

فورڈ موٹر کمپنی نے تمام موٹر فیکٹریاں بند کر دینے کا اعلان کیا ہے جن میں ایک لاکھ کے قریب مزدور کام کر رہے ہیں۔ کمپنی کے افسروں کا نظریہ یہ ہے کہ تنخواہوں کی تخفیف پر ہزار آدمیوں نے ہڑتال کر دی ہے اس لئے وہ کام جاری نہیں رکھ سکتے۔ فیکٹریوں کی حفاظت اور ان میں پہرہ کا کام پولیس سرانجام دے رہی ہے۔

لنڈن ٹائمز کے نامہ نگار خصوصی مسٹر پیٹرسن نے ۲۷ جنوری میڈن ہوٹل دہلی میں اپنے آپ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ خودکشی کی وجہ خانگی امور کے سلسلہ میں بعض ناخوشگوار حالات کا پیدا ہونا سمجھی جاتی ہے۔

برما کے اضلاع میں ایک عجیب و غریب وبا پھیل ہوئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مریض پہلے تین چار روز تک بخار میں مبتلا رہتا ہے پھر بازو زخموں سے بھر جاتے اور گوشت کا رنگ خراب ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد موت واقع ہوتی ہے۔ برمی اسے "ہاتھی کی بیماری" کہتے ہیں۔

فری پریس کی دس ہزار کی ضبطی ضمانت کے خلاف اپیل ۲۷ جنوری عدالت عالیہ بمبئی نے مسترد کر دی۔

مسٹر سبھاش چندر بوس ۲۳ فروری کو بمبئی سے یورپ روانہ ہو جائینگے۔ ڈاکٹر سین میڈیکل آفیسر کلکتہ ان کے ہمراہ ہونگے۔

سردار ہرنس سنگھ جج پٹیالہ ہائی کورٹ اور سردار سنت سنگھ ممبران اسمبلی کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے استعفے سیکرٹری خالصہ دربار کو بھیج دئے ہیں۔ تاکہ وہ جب ضرورت ہو انہیں کمیونل ایوارڈ کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر وائسرائے کے پاس بھیج دیں۔

نواب صاحب رامپور نے یکم رمضان المبارک سے جس طرح مسجدوں کے لئے دوامی طور پر مفت روشنی دینے کا حکم صادر کیا تھا اسی طرح ہندو رعایا کے مذہبی جذبات کا خیال رکھتے ہوئے مندروں کو بھی مفت روشنی دینے کے لئے احکام جاری کر دئے ہیں۔ نیز نواب صاحب نے حکام ریاست کو ایک ہدایت بھیجی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رامپور میں ہندو مسلم سوال پیدا نہیں ہونا چاہیئے اور ہمیشہ ملازمتوں میں ہندوؤں کے جائز حقوق کا خیال رکھا جائے۔

ریاست بڑودہ کی لیجسلیٹو اسمبلی نے ۱۸ سال یا اس سے کم عمر کی لڑکیوں کی شادی ۴۵ سال کے اوپر کے مردوں سے ممنوع قرار دیدی ہے۔ اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو چھ ماہ قید اور پانچ سو روپیہ جرمانہ تک کی سزا دی جا سکے گی۔

انڈین نیشنل کانگرس کا سالانہ اجلاس ۱۳ مارچ کو ہوگا۔ خیال ہے کہ اجلاس بنگال میں ہوگا اور ابو الکلام صاحب آزاد اس کی صدارت کرینگے۔

پونا ایکٹ کے متعلق بنگال کے ایک اچھوت ممبر کونسل نے گاندھی جی سے شکایت کی تھی۔ کہ بنگال کے کچھ ہندو اسے منسوخ کرانے کے متعلق ایجی ٹیشن کر رہے ہیں۔ گاندھی جی نے جواب میں لکھا ہے آپ پریشان نہ ہوں۔ پونا پیکٹ میں اس وقت تک تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ جب تک فریقین متفق نہ ہوں۔

ڈبلن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ انتخابات کے نتائج سے اس امر کا اندازہ ہوتا ہے کہ آئرش پارلیمنٹ میں مسٹر ڈی ویلرا کو اتنی اکثریت حاصل ہو جائیگی کہ وہ آزادانہ طور پر گورنمنٹ کو چلا سکیں گے۔ مسٹر ڈی ویلرا کی کامیابی سے لازماً یہ تین امور پیدا ہونے والے ہیں۔ حلف وفاداری کی منسوخی۔ برطانیہ سے علیحدگی اور جمہوریت کے قیام کا اعلان۔ لنڈن ٹائمز رقمطراز ہے کہ مسٹر ڈی ویلرا کو یہ پوزیشن انگلستان کے خلاف دیرینہ نفرت کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔

بمبئی گورنمنٹ نے ۱۹۳۴ء کا پہلا بل گزٹ میں شائع کر دیا ہے۔ اس بل کے ذریعہ بجلی کی روشنی پر محصول لگانے اور کورٹ فیس میں اضافہ کرنے کی تجویز کی گئی ہے۔

بنارس کے ایک پانڈے نے مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ کی تحریک کی مخالفت کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیا ہے۔

چین کی نیشنلسٹ گورنمنٹ کے محکمہ بین الاقوامی معاملات کے ڈائرکٹر ڈاکٹر چانگ نے ۲۸ جنوری کلکتہ میں ایک انٹرویو کے دوران میں کہا اس وقت چین کی تمام پولیٹیکل پارٹیاں جاپان کی جارحانہ کارروائیوں کو روکنے کے لئے متحد ہیں۔ خواہ لیگ آف نیشنز اس میں مداخلت کرے یا نہ۔ چین اپنے علاقہ کی ایک انچ زمین بھی دینے کو تیار نہیں اور نہ ہی کسی ایسے معاہدہ پر دستخط کرنے کو تیار ہے۔ جو اس کی قومی خودداری کے منافی ہو یا جس سے اس کی قومی حکومت کو نقصان پہنچتا ہو۔ آپ نے اس سوال کے جواب میں کہ کیا چین میں جاپان کا مقابلہ کرنے کی طاقت ہے کہا کہ چین جاپان کے حملہ کا جواب دینے اور اپنے کھوئے ہوئے علاقہ کو حاصل کرنے کے لئے فوجی طور پر بالکل تیار ہے۔

آل انڈیا سناتن دھرم مہا سبھا کے اجلاس منعقدہ الہ آباد میں ۲۷ جنوری جب پنڈت مالویہ نے اعلان کیا کہ شاستروں کے رو سے اچھوتوں کو مندروں میں داخلہ کا حق ہے تو عام طور پر اس اعلان پر حاضرین کی طرف سے اظہار مسرت نہ کیا گیا بلکہ ایک طبقہ نے اس فیصلہ پر بے اطمینانی کا اظہار کیا اور چند اشخاص نے پنڈت مالویہ کو چیلنج کیا کہ وہ اپنے بیان کو درست ثابت کریں۔ اس پر شور مچ گیا اور فساد پیدا ہونے کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ پولیس نے مداخلت کر کے امن قائم کیا۔

ایڈیٹر انڈیپینڈنٹ نیوز سروس لکھنؤ سے ۳۰ جنوری کو بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ہز ایگزالٹڈ ہائی نس حضور نظام آف حیدر آباد نے کمال شفقت سے مولانا ارشد تھانوی وکیل بھوپال کو ان خدمات کے صلہ میں جو آپ نے اردو لٹریچر کے متعلق کی ہیں۔ مبلغ دو صد روپیہ کی شاہانہ گرانٹ دینا منظور فرمایا ہے۔ مبارک ہو۔

لنڈن سے ۲۰ جنوری کی خبر ہے کہ فرانس اور جرمنی کی وزارتوں نے بیک وقت استعفے دیدئے ہیں۔ حکومت فرانس کے استعفی کی وجہ یہ ہے کہ چیمبر نے وزارت کی مالی تجاویز منظور کرنے سے انکار کر دیا اور جرمنی میں وزارت ٹوٹنے کی وجہ یہ ہے کہ پارلیمنٹ کی اکثریت خلاف تھی۔

ہندوستان ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ گورنمنٹ اس وقت تک کانگرس کے ساتھ صلح کرنے کے لئے تیار نہیں جب تک وائٹ پیپر شائع نہیں ہو جاتا۔ اس کے بعد جب گورنمنٹ کو اس امر کا یقین ہو جائیگا کہ کانگرس نئے کانسٹی ٹیوشن کے رستہ میں مشکلات پیدا نہیں کر رہی۔ تو وہ کانگرسی کارکنوں کی رہائی کے معاملہ

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی